REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

REGD. NO. P. 67.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ٭ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد — ۲۱
شمارہ — ۴

ایڈیٹر۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر۔
خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۹ر صلح (جنوری) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے آمدہ ۱۰ر صلح کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق اسی تاریخ کی اطلاع مظہر ہے کہ سیدہ ممدوحہ کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت قدرے بہتر ہے۔ احباب توجہ اور التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام اور سیدہ ممدوحہ کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازئ عمر کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۲۴ر صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعتِ احمدیہ مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ — ہفتہ زیرِ اشاعت ۲۲/۲۳ کی درمیانی رات قادیان اور مضافات میں موسم سرما کی بارش ہوئی۔ قریبًا تمام رات گرج چمک کے ساتھ (باقی صفحہ ہذا کالم ۴)

مشکلات کے وقت دُعا کیلئے پُورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے

تب خارقِ عادت اُمور ظاہر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے تصرّف کرتا ہے

ایک الہامی دُعا جو اسمِ اعظم کا درجہ رکھتی ہے جو شخص اس دُعا کو پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہوگی

اِرشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام

(۱)

"جیسا اثر دُعا میں ہے ویسا اور کسی شَے میں نہیں ہے۔ مگر دعا کے واسطے پُورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ اور طبیعت صبر کی طرف راغب رہتی ہے۔ ہاں مشکلات کے وقت دُعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے۔ تب کوئی خارقِ عادت امر ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا۔ بادشاہِ وقت اس پر سخت ناراض ہوگیا اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا حکم دیا کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اس نے جواب دیا "ہنوز دِلّی دُور است" جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا تو انہوں نے پھر عرض کی مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ "ہنوز دلی دور است" یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے پاس آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے یا داخل ہوگیا ہے مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ "ہنوز دلی دور است" اسی اثناء میں خبر آئی کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا تو اُوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ من جانب اللہ معلوم ہو چکا تھا.....

یہ تصرّفاتِ الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرّف کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے اِذن کے بغیر تو کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی۔ خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں۔ نااُمید ہونے والا بُت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۶ تا صفحہ ۳۵)

(۲)

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ ایسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں اور وہ کوچہ سر بستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اُسے مار کر ہٹا دیا پھر دوسرا آیا تو اُسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پر زور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں۔ خدا تعالےٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے دل میں مندرجہ ذیل دُعا القا کی گئی:-

"رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ"

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسمِ اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اُسے نجات ہوگی"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۶۴)

(۳)

"حضرت مولانا عبد الکریم صاحبؓ نے ایک شخص کا خط پیش کیا جس میں سوال تھا کہ دعاءِ الہامیہ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ
رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ
وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ"

کو صیغۂ جمع متکلم میں پڑھ لیا جائے یا نہ؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اصل میں الفاظ الہام کے یہی ہیں۔ یعنی واحد متکلم۔ اب خواہ کوئی کسی طرح پڑھ لیوے۔ قرآن مجید میں دونوں طرح دعائیں سکھائی گئی ہیں"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۸۵)

بقیہ اخبارِ احمدیہ

وقفہ وقفہ سے زور دار بارش ہوتی رہی۔ اس کے نتیجہ میں اگرچہ سردی کی شدت بڑھ گئی ہے تاہم خشک لہروں کا مضر پہلو دور ہو گیا ہے۔ الحمد للہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ر صلح ۱۳۵۱ ہش

یومِ جمہوریت

ہمارا ملک ۱۹۴۷ء میں غیر ملکی تسلط سے آزاد ہوُا۔ اسی وقت ملک کے قانون دان اور دانشمند نیا وِدھان مرتب کرنے میں لگ گئے۔ چنانچہ جلد ہی یہ کام بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور ۱۹۵۰ء میں ملک کو جمہوریہ قرار دیئے جانے کا اعلان کردیا گیا۔ ۲۶ر جنوری کا تاریخی دن تھا۔ اس کے کم و بیش دو سال بعد نئے ودھان کے مطابق سارے ملک میں پہلے انتخابات عمل میں آئے اور اس طرح ۱۹۵۲ء سے ہر پانچ سال بعد انتخابات کا سلسلہ جاری ہوُا۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں ہونے والے انتخابات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں جس سے ملک کے جمہور کو اپنے لئے اپنے پسندیدہ نمائندہ افراد کو منتخب کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ جو ملک کی باگ ڈور سنبھال کر اس کی ترقی اور سربلندی کے لئے کام کریں۔

جمہوری نظامِ حکومت میں عوام طاقت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ انہیں ہر نئے انتخابات میں اپنی مرضی اور صوابدید کے مطابق حکومت کو رائے شماری کے ذریعہ بدل دینے کا کامل اختیار ہوتا ہے۔ اور ہمارے ملک میں ہر پانچ سال بعد ایسے انتخابات کئے جانے کا قانون ہے۔ اس طرح وقتاً بعد وقتِ ایسے افراد قوم کے سامنے آتے رہتے ہیں جو حالاتِ زمانہ اور ضرورتِ وقت کے مطابق ملک کو زیادہ سے زیادہ محکم بنیادوں پر کھڑا کر سکیں۔ اور عوام کی خواہشات اور ان کی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے پوری محنت سے کام کریں۔ اگر کوئی منتخب نمائندہ باوجود جمہوری انتخاب کے اُن وعدوں کو پورا کرنے سے قاصر رہے جو انتخاب کے وقت اس نے اپنے ووٹروں سے کئے تھے تو آئندہ انتخابات میں ووٹروں کو پُورا اختیار حاصل ہوتا ہے کہ اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے کو چُن لیں اور اپنی اُمیدوں کو اس سے وابستہ کریں۔

اس قِسم کے جمہوری نظام کی برکت ہی ہے کہ ہمارا ملک گزشتہ ۲۴ سالوں میں ہمہ جہتی ترقیاتی کاموں میں بہت کچھ پیش رفت کر پایا ہے۔ اور یہ ایک خوش کُن امر ہے۔ زرعی میدان ہو یا صنعتی۔ سائنسی اُمور ہوں یا تعلیمی ضروریات حصولِ آزادی کے بعد ملک نے نمایاں رنگ کی ترقی کی ہے۔ اور ہر موقع پر حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے والے منتخب نمائندے بھی یکے بعد دیگرے میدان میں آتے چلے گئے ہیں۔ اور اُن کے اچھے یا بُرے اعمال کا جائزہ لینے کا بھی عوام کو خوب خوب، موقعہ ملتا رہا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں ہونے والا پانچواں چناؤ ہے۔ اس لئے ووٹ دینے والے پہلے سے کہیں زیادہ اپنے ووٹ کے استعمال میں سُوجھ بوجھ کے مالک بن گئے ہیں۔ زمانہ گزر گیا جب بعض ذی اثر لوگ ووٹروں کو محض ذاتی اثر و رسُوخ کے تحت کسی مخصوص آدمی کے حق میں ووٹ دینے کے لئے آمادہ کر لیا کرتے تھے۔ اب تو ایک ایک ووٹر اپنے بھلے بُرے کو خوب پہچانتا ہے۔ اور اپنے ووٹ کی قدر و قیمت سے خوب آگاہ ہے۔ ملک میں عوام کی بیداری اور ذاتی حق کے لئے دُور اندیشی کے استعمال کی یہ بڑی ہی اچھی صورتِ حال ہے جو نظر آرہی ہے۔

غذائی اعتبار سے ملک کافی حد تک خود کفیل ہو چکا ہے۔ بہت سے کارخانے جاری ہو کر ملک میں صنعتی انقلاب آرہا ہے۔ اس کے باوجود ملک سے غریبی اور افلاس کو دُور کرنا بہت بڑا کام ہے۔ جو منتخب نمائندوں کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ اسی طرح ملک میں ہوشرُبا مہنگائی کو دُور کرکے اشیاءِ صرف کی قیمتوں کو ہر شخص کی پہنچ کے دائرہ میں لانے کی بے حد ضرورت ہے۔ اب یہ اُن نمائندہ افراد کا کام ہے کہ دانشمندی سے اپنے اپنے حلقہ میں ایسے اقدامات کریں جس سے اِس بڑے چیلنج کا مقابلہ ہو۔ ملک میں غریبوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی خوش حالی کے ساتھ ہی سارے ملک میں خوش حالی کا دَور دَورہ ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ چند کھاتے پیتے خاندان جن کی تجوریاں پہلے ہی روپے پیسے سے بھری پڑی ہیں اُن میں چند کروڑ روپے کا مزید اضافہ ہوجائے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ غریب کی غریبی دُور ہو۔ ملک میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ پچھڑے علاقے بھی آگے بڑھیں۔ اور ان مقامات کے لوگ بھی حاصل شدہ ملکی آزادی کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوں۔

اگرچہ ہمارے ملک کو دُنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ تاہم حصُولِ آزادی کے بعد سے لے کر اب تک جس سرعت کے ساتھ ترقی کی طرف قدم اٹھا ہے۔ توقع کی جانی چاہیئے کہ وہ جلد ہی اپنی دُوسری خامیوں پر بھی قابو پالے گا۔ اور ملک کے سب علاقوں کو پھولنے پھلنے اور ترقی کرنے کے مواقع میسّر آتے چلے جائیں گے۔ اور یہ سب جمہوریت کی برکت ہے جس سے ہر طبقہ کو حکومت میں برابر کا حصّہ حاصل ہوتا ہے اور اپنے مطالبات منوانے کے لئے دستور کے مطابق اس کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں ——— !!

حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور درود پڑھنے کی مبارک تحریک

پونے چار سال قبل مارچ ۱۹۶۸ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک فرمائی تھی کہ جماعت کے تمام افراد کثرت کے ساتھ تسبیح و تحمید اور دُرود کا وِرد کریں اور دُنیا کی فضاؤں کو خدا اور اس کے رسُول کے ذکر سے معمُور کردیں۔ تا اسلام کے رُوحانی غلبہ کے دِن قریب آئیں۔ حضور انور نے ترغیب کی خاطر مختلف عمروں کے افراد کے لئے الگ الگ تعداد میں ایسے وِرد کی تعیین فرمائی تھی۔ تحریک کا خلاصہ حضور کے مبارک الفاظ میں بطور یاد دہانی درج ذیل ہے۔ حضور نے فرمایا :-

"مَیں چاہتا ہوں کہ تمام جماعت کثرت کے ساتھ تسبیح، تحمید اور دُرود پڑھنے والی بن جائے۔ اس طرح پر کہ ہمارے بڑے مرد ہوں یا عورتیں کم ازکم دو سو بار یہ تسبیح تحمید اور دُرود پڑھیں جو حضرت مسیح موعُود علیہ السلام کو الہام ہوُا ہے یعنی سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ اور ہمارے نوجوان بچے پندرہ سال سے پچیس(۲۵) سال کی عُمر کے ایک سو بار یہ تسبیح اور دُرود پڑھیں۔ اور ہمارے بچے سات سال سے پندرہ سال تک ۳۳ دفعہ یہ تسبیح اور دُرود پڑھیں۔ اور ہمارے بچے اور بچیاں (پہلے بھی بچے اور بچیاں ہیں) جن کی عمر سات سال سے کم ہے جو ابھی پڑھنا بھی نہیں جانتے۔ ان کے والدین یا اُن کے سرپرست اگر والدین نہ ہوں، ایسا انتظام کریں کہ ہر وہ بچہ یا بچی جو کچھ بولنے لگ گئی ہے لفظ اٹھانے لگ گئی ہے، سات سال کی عمر تک اُن سے تین دفعہ کم ازکم یہ تسبیح اور دُرود کہلوایا جائے۔ اس طرح پر بڑے (۲۵ سال سے زائد عمر کے) دو سو دفعہ، جوان کم ازکم ایک سو بار اور بچے ۳۳ بار اور بالکل چھوٹے بچے تین بار تسبیح اور تحمید کریں۔"

اور حال ہی میں حضور نے روحانیت میں ایک قدم اور آگے بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے :-

"خدا تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے سوا اس کے فضلوں کو جذب کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔ پس ہم خدا تعالےٰ کی نازل ہونے والی ہر خیر کو پسند کرتے اور مانگتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ہمیں کہا ہے کہ

کُلُّ بَرَکَۃٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس لئے اِن دنوں میں دوست خصوصی طور پر بہت زیادہ دُرود بھیجیں

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

قرآنِ کریم نے ایک ماڈل لائبریری کا ذکر فرمایا ہے جو لائبریریوں کے لئے ایک اُسوہ اور مثال ہے

اس اُسوہ کی پیروی میں ہمیں ایسی لائبریریاں بنانی چاہئیں جن میں ابدی صداقتوں کو محفوظ رکھنے کا انتظام ہو

خلافت لائبریری ربوہ کی نئی عمارت کے افتتاح کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا ایمان افروز خطاب

مورخہ ۳ر اخاء ۱۳۵۰ ھش (۳ر اکتوبر ۱۹۷۱ء) پانچ بجے شام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت لائبریری کی نئی عمارت کے افتتاح کے مبارک موقعہ پر جو افتتاحی تقریر فرمائی تھی وہ درج ذیل کی جاتی ہے ——— (ایڈیٹر بدر)

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ جس رنگ میں جماعتِ احمدیہ کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نواز رہا ہے اس کا شکر نہ ہماری زبان، نہ دنیا کی ساری زبانیں مل کر ادا کرسکتی ہیں۔ وہ ہمیں ترقی پر ترقی دیتا چلا جا رہا ہے۔ ہماری ضرورتوں کو پُورا کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور خدمتِ اسلام کے جذبہ کو پورا کرنے کے سامان پیدا کرتا چلا جا رہا ہے۔ جس طرف یا جس جہت کو نگاہ کریں اس کے فضل اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

جس وقت فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے اِس لائبریری کی تجویز سوچی، اور ہمارے سامنے پیش کی اس وقت یہ ایک بہت بڑا منصوبہ معلوم ہوتا تھا۔ ہم اس وقت بھی خوش تھے اور اب اس کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے پر بھی خوش ہیں۔ اور خدائے رحمٰن کی حمد کے ترانے گاتے ہیں۔ لیکن اس وقت کی آنکھ نے جس کو بڑا دیکھا آج کی آنکھ اُسے چھوٹا پا رہی ہے۔ اس لئے موجودہ ضرورت کے مطابق یا یوں کہنا چاہیئے کہ آج سے آئندہ دس سال کی ضرورت کے لئے ہمیں جس لائبریری کی عمارت چاہیئے وہ پچاس ہزار یا لاکھ دو لاکھ نہیں بلکہ

پانچ لاکھ کتب پر مشتمل لائبریری

ہے جس کی ضرورت مَیں محسوس کر رہا ہوں اور میری آنکھ اسے دیکھ رہی ہے۔

ابھی یہیں پر بیٹھے ہوئے مَیں نے سوچا کہ اس لائبریری کے پیچھے جو زمین ہے اس کو ابھی سے لائبریری کی عمارت کے لئے وقف کر دیا جائے۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ اس عمارت کی تعمیر کی توفیق فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو دے گا یا مجموعی طور پر جماعتِ احمدیہ کو یہ توفیق دے گا۔ بہرحال اس پر خرچ نسبتاً بہت زیادہ ہوگا۔ لیکن یہ ایک ضرورت ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی ضرورت کی طرف نشاندہی فرماتا ہے تو وہ اس کے پُورا کرنے کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے۔

ہم کیا چیز ہیں، ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ نہ دُنیا کا مال اور دولت ہمارے پاس ہے اور نہ اثر و اقتدار ہمارے پاس ہے۔ چھوٹے چھوٹے جائز کام کروانے کے لئے ہمیں بڑی تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ بیچ میں کوئی نہ کوئی ایسا گرگ بھی آجاتا ہے جو اندھیرے میں ٹٹول رہا ہوتا ہے اور سمجھتا ہے احمدیوں کو تھوڑی سی سُوئی چبھو دی جائے تو بڑا ثواب کا کام ہے۔ لیکن وہ سوئی جب ہمیں چبھتی ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کر کہ کِسی نے یہ جو محاورۃً کہا تھا "انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہوگیا" وہ شاید ہمارے متعلق ہی کہا تھا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے گردنیں کٹوائیں اور اسلام کے باغ کو تر و تازہ کیا۔ ہماری حقیر قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سینہ سے لگاتا ہے۔ اور نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ اسلام اپنے غلبہ کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

غرض اب یہ عمارت مجھے مختصر معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مَیں نے سوچا (اور ابھی اور سوچنے کا بڑا وقت ہے اور ضرورت بھی ہے) کہ قرآن کریم نے ایک

ماڈل لائبریری

کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل میں تو مَیں اِس وقت نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ وقت نہیں رہا۔ وہ ماڈل لائبریری جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اُسی ماڈل پر، اُسی اُسوہ پر ہمیں اپنی لائبریریاں بنانے کے متعلق سوچنا چاہیئے اور ان کو بنانا چاہیئے۔ مثلاً حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ آپؐ کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ ابد تک ایک اُسوہ، ایک مثال بنا دیا ہے۔ قرآنِ کریم نے صرف یہی نہیں کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان ہے جس حد تک تمہاری قوت اور استعداد ہے، اس کے مطابق آپؐ کے اُسوہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو بناؤ۔ اور جس حد تک تمہاری قوت اور استعداد ہے اس کے مطابق اور اس حد تک تم اللہ تعالیٰ کی محبّت اور پیار کو حاصل کرو۔ اِسلام میں کوئی ایسا ڈھانچہ نہیں جس کے اندر رُوح نہ ہو۔ بلکہ ایسی ہستیاں ہیں جو ہیں تو عام انسانی جسم مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں گُم ہو کر اور قرآنِ کریم کے نور سے منوّر ہو کر دوسروں کے لئے نمونہ بنتی ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی حقیقی معنیٰ میں تمام بنی نوعِ انسان کے لئے اُسوہ اور نمونہ ہے اور قرآنِ کریم کی وہ لائبریری جس کی طرف مَیں نے ابھی اشارہ کیا ہے وہ لائبریریوں کے لئے ایک اُسوہ اور مثال ہے۔ اس کے مطابق اپنی لائبریریوں کو بنانا چاہیئے۔

قرآنِ کریم نے جس لائبریری کا ذکر کیا ہے وہ خود قرآنِ کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البیّنہ ۴) اور اس کے بہت سے معنے ہیں۔ چنانچہ پہلے مفسّرین نے اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی کی ہے کہ قرآن کریم میں پہلی کتب موجود ہیں۔ یعنی ہر نبی کی طرف جو شریعت نازل ہوئی اس میں جو ابدی صداقت پائی جاتی تھی اس کو قرآن کریم نے محفوظ کرلیا اس واسطے اِس میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی کتاب بھی ہے اور حضرت داؤد علیہ السّلام کی کتاب بھی ہے (یعنی اس کی شریعت یا اس کی تفسیر سمجھنا چاہیئے) جو ابدی صداقتیں جس جس شرعی نبی پر نازل ہوئیں اس پہلو کو قرآن نے لیا اور پہلے زمانے میں چونکہ غیر شرعی نبی پر بھی کچھ ردّ و بدل کے ساتھ بعض شرعی احکام نازل ہو

جاتے تھے۔ (لیکن یہ ایک علیحدہ باریک مضمون ہے اس کو اگر کسی وقت توفیق ملی تو بیان کر دیا جائے گا۔ آپ خود سوچیں) بہر حال پہلے جتنی کتب تھیں شریعت ہی کو ہم لیتے ہیں، وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔

غرض لائبریری وہ مقام ہے جہاں قرآن کریم کے اُسوہ کی روشنی میں ابدی صداقتوں کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یعنی قرآن کریم کی اصطلاح میں لائبریری کے یہ معنی ہیں کہ وہ انتظام جس کے ذریعہ سے ابدی صداقتوں والی کتب کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا جائے۔ روحانی طور پر اور معنوی لحاظ سے

قرآن کریم بہترین لائبریری ہے

کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ نے اٹھائی ہے۔ دُنیا میں مسلمانوں نے جو دُوسری لائبریریاں بنائیں۔ اس بات کو چھوڑیں کہ اس بات میں ان کی نیتیں کیا تھیں، لیکن بعض مسلمانوں نے قرآنی لائبریری کی شکل پر، اسی کے طریقے پر عمارتیں بنائیں اور کتابوں کی حفاظت کا سامان پیدا کیا۔ وہ کبھی کامیاب ہوئے کبھی ناکام ہوئے۔ بہت بڑے اور شاندار کتب خانے جن میں ہمارے سینکڑوں ہزاروں اولیاء اللہ کی فکر کا نتیجہ محفوظ کیا گیا تھا وہ دشمنوں نے جلا دیا۔ میں سمجھتا ہوں اس کی اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مگر ایک وجہ یا کمزوری یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید اس کی حفاظت کے لئے دعائیں نہ کی گئی ہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے کام میں ایک مصلحت تو نہیں ہو سکتی۔ اس کے تو ایک کام میں ہزاروں مصلحتیں ہوتی ہیں۔ اس کی تفصیل میں بھی میں اس وقت نہیں جاسکتا۔

بہر حال اگر قرآن کریم کی شکل پر اور اسی مقصد کے حصول کے لئے کوئی لائبریری ہو تو اس کی غرض یہ ہونی چاہیئے کہ جس رنگ میں بھی "ابدی صداقت" اور اس کی تفسیر ہے وہ اس میں محفوظ ہو۔

جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا کہ اس لائبریری کو ہم بعد میں کسی اور کام میں لے آئیں تو یہی ہوگا جو میرے دماغ نے اس وقت سوچا ہے۔ واللہ اعلم یہ سکیم کس وقت پوری ہو۔ دُوسری لائبریری بن جائے تو اس میں ابدی صداقتوں والی کتب ہیں یعنی قرآن کریم اور اس کی تفسیر صرف وہ رہیں۔ اور وہ بھی شاید پچاس ہزار سے لاکھ تک بن جائیں۔

غرض یہ لائبریری قرآن کریم اور اس کی تفسیر کی کتب کے لئے ہو۔ اور جب میں تفسیر کہتا ہوں تو اس سے مراد جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سب ارشادات قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

قرآن کریم کی اوّلین تفسیر

وہی ہے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے نکلی یعنی سب سے اچھی اور بہتر اور حسین اور قابلِ قبول تفسیر دراصل حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ اس کے بعد باری آتی ہے دوسرے مقربینِ الٰہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزندوں کی جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے اور ان علوم کے خزانوں کو کتابی شکل دینے پر خرچ کیں۔ تو یہ پھر قرآن کریم کی یعنی "فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" کی ظاہری طور پر ایک شکل بن جائے گی۔ ویسے تو جو علومِ صحیحہ میں اُن ساروں کا منبع دراصل قرآن کریم ہی ہے۔ لیکن جو دوسرے علوم ہیں مثلاً سائنس ہے۔ آج کا سائنسدان جو حقیقت پاتا ہے اس کی بنیاد قرآن کریم پر ہے۔ اور یہ ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ کوئی عیسائی لیڈر (یہ نہیں کوئی ٹام ڈک ہیری کھڑا ہو جائے ہمیں ستانے کے لئے، کوئی مانا ہوا لیڈر) آکر بات کرے۔ ہم انشاء اللہ یہ ثابت کریں گے کہ یہ سارے علوم جو حقیقت پر مبنی ہیں وہ قرآن کریم کے منبع سے نکلے ہیں۔ وہ باتیں جو مثلاً ۱۹۱۰ — ۲۰ کے درمیان صداقتیں سمجھی گئی تھیں مگر بعد میں پتہ لگا کہ وہ صداقتیں نہیں تھیں اُن کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں۔ اس واسطے ہر وہ چیز جو

قرآن کریم کے منبع

سے نہیں نکلی وہ مشتبہ ہے اور اس کو ہم صداقت نہیں تسلیم کر سکتے۔

بہر حال چونکہ یہ مشتبہ علوم ہیں یہ دوسری لائبریری کے اندر آجائیں گے یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ پچاس ہزار یا ایک لاکھ کتب کی بات ہے اور اس کے لئے افراد کو بھی خرچ کرنا پڑے گا۔ اور جماعت کو بھی خرچ کرنا پڑے گا۔ انشاء اللہ جماعت تو اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرے گی۔ لیکن افراد سے میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی میں (اور آپ سے میری مراد وہ دوست ہیں جنہیں علم کا شوق ہے اور کتابیں خریدتے ہیں) بہت سی کتب ایسی بھی خریدتے ہیں کہ جب پڑھ لیتے ہیں تو ان میں آپ کو کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی۔ پس ایسے دوستوں کو سوچنا چاہیئے کہ ایسی کتاب میں ایک ہزار دوسرے آدمیوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ ایسی کتب لائبریری میں بھیج دیں۔ اُن کا اپنا شوق تو پُورا ہو گیا۔ میں نے کئی گھروں میں دیکھا ہے کتابیں پڑھنے کے بعد ڈھیر لگا ہُوا ہے جیسے ردی پڑی ہوئی ہو۔ آپ اُن کو ضائع نہ کریں۔ اگر آپ کے بھائی پڑھنا چاہتے ہیں تو اُن کو پڑھنے کا موقع دیں۔ آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں۔ جو آپ نے خرچ کیا اس کی آپ نے قیمت وصول کر لی۔ آپ نے کتاب پڑھ لی۔ اب آپ کو اس میں دلچسپی کوئی نہیں رہی اِس لحاظ سے اگر آپ یہ نیت کریں کہ اگر آپ ایسی ہر کتاب لائبریری میں بھیج دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری ساری جماعت اس طرف توجہ کرے اور ساری جماعت سے میری مراد پاکستان کی جماعت نہیں بلکہ ساری دُنیا کی جماعتیں مراد ہیں۔ جن میں کروڑ ڈیڑھ کروڑ سے بھی شاید زیادہ افراد ہوں۔ پس اگر دوست توجہ کریں تو ہمیں سال میں

ایک لاکھ کتابیں

آسانی سے مل سکتی ہیں —— لیکن اس کے لئے یاد دہانی کروانی پڑیں گی۔ ہماری جماعت کا امریکہ میں، افریقہ میں، انگلستان میں اور دوسرے یورپی ملکوں میں نظام قائم ہے۔ ان کو خاص توجہ دے کر یہ کام کرنا پڑے گا۔ وہ کتابیں بھیجتے چلے جائیں۔ ہر رطب ویابس بھیج دیں کیونکہ ہر آدمی کی جو دلچسپی ہے ضروری نہیں کہ اصولی طور پر ہم میں بھی وہی دلچسپی پائی جائے۔ وہ بھیجدیں جو ہمارے کام کی نہیں ہوگی ممکن ہے ہم اُسے کسی کباڑیئے کے پاس بیچ کر پانچ دس کتابوں کی بجائے کوئی اچھی اور مفید مطلب کتاب خریدلیں۔ یا ان کو ویسے جلا دیں اگر اخلاق کو خراب کرنے والی پائیں۔

پس ایک تو جماعت خرچ کرے گی۔ دوسرے افراد کو مفت میں ثواب کا موقع ہے۔ کیونکہ جب انہوں نے کتاب خریدی، اپنی ذات پر خرچ کیا کتاب پڑھ کر قیمت وصول کر لی۔ وہی کتاب اپنے دوسرے بھائیوں کے پڑھنے کے لئے یہاں بھجوا دیں۔ آپ کو ثواب مل جائے گا۔ یہ پھر ساری کتب اُس اگلی لائبریری میں جائیں گی۔ اس وقت تو ہم اسی سے کام لیں گے۔

غرض یہ ابتداء ہے۔ ابھی تو یہ درخت ہے جس کو پھل نہیں لگا۔ یعنی لائبریری کی عمارت تو مفید نہیں۔ یا لائبریری کی عمارت میں محفوظ ہونے والی کتب آپ کو یا دوسرے دوستوں کے لئے مفید نہیں جب تک وہ ان سے کما حقہٗ استفادہ نہ کریں۔ پس لائبریری تو بن گئی مگر ابھی اس لائبریری کے لئے نئی کتابیں نہیں خریدی گئیں۔ جو خلافت لائبریری کی کتب ہیں وہی یہاں منتقل ہوئی ہیں۔ میں نے انجمن سے کہا تھا کہ وہ پچاس ہزار فوری طور پر مہیا کریں۔ اور ایک کمیٹی بنائی تھی وہ بڑی سست ثابت ہوئی ہے اس کمیٹی میں میر داؤد احمد صاحب بھی ہیں لورشی صاحب بھی ہیں۔ اُن کو میں نے تاکید کی تھی کہ ہر مہینے کمیٹی کا ایک اجلاس ضرور کیا کریں۔ مجھے یاد نہیں کہ پچھلے تین مہینے سے اُن کی کوئی رپورٹ میرے پاس آئی ہو۔ بہر حال اُن کی سستی کا تو سب کو پتہ لگ گیا اب یہ چھپی ہوئی بات نہیں رہی۔ اگر یہ سستی دور کریں گے تو وہ بھی سب کو

بتا دیں گے کہ اب انہوں نے سستی دُور کر دی ہے۔ یہی ایک علاج ہے اُن کی غفلت کا۔ اب ان کو توجہ دینی چاہیئے۔ ویسے جتنا انہوں نے کام کیا ہے گو بہت تھوڑا ہے لیکن وہ بڑا ٹھوس تھا۔ مثلاً ابتدائی کتب ہیں۔

لائبریری کی ابتدائی کتاب

کیٹلاگ یعنی کتابوں کی کتاب ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کا انتخاب کر لیا تھا وہ بھی میرے خیال میں کئی ہزار روپے کی بنی تھی۔ دنیا میں بڑی عجیب عجیب کیٹلاگ بن چکی ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ مثلاً روس سے ہمیں تاشقند اور عاشق آباد وغیرہ کے کتب خانوں کی کیٹلاگ مل جائے۔ جس کا ایک حصّہ تو بہرحال محفوظ ہے۔ ایک حصّہ تو بدقسمتی سے دشمنوں نے جلا دیا ہے۔ مگر ایک حصّہ اب بھی محفوظ ہے۔ یہ کیٹلاگ مل جائے تو ممکن ہے اسلام کو غالب کرنے کے لئے ہماری جو تحقیق ہے اس میں وہ مفید ہو۔ بہرحال کیٹلاگ کے متعلق اس کمیٹی کا پہلا انتخاب بڑا پیارا ہے۔ یہ بھی کئی کئی ہزار روپے کی ایک کتاب آتی ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے ایک کیٹلاگ ۹ ہزار روپے کی منگوائی تھی۔ (اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے محترم میر داؤد احمد صاحب سے استفسار بھی فرمایا) غرض ایک کیٹلاگ یعنی کتابوں کی کتاب کا انتخاب ہو چکا ہے پھر اس میں سے آگے کتابیں منتخب کر کے منگوائی ہیں۔

قرآن کریم کی ایک پیشگوئی تھی۔

اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر، ۱۱)

دُنیا کے رطب و یابس میں پڑ جانے کی وجہ اغلباً اس پیشگوئی کو ثابت کرنا تھا۔ چنانچہ دنیا میں کتابوں کی بے تحاشا اشاعت کی گئی ہے۔ بعض ایسی کتابیں بھی ہیں جن کی کروڑ کروڑ کاپیاں نکلی ہیں اور دُنیا میں پھیلی ہیں۔ اور ایک کتاب ایسی ہے جو اپنی بنیاد کے لحاظ سے صداقت تھی۔ بعد میں تحریف کر دی گئی اور وہ بائیبل ہے۔ میرے سینے میں ایک آگ لگی ہوئی ہے کہ جس کثرت کے ساتھ عیسائیوں نے بائیبل کو ہر جگہ پہنچایا ہے۔ ہمیں قرآن کریم کو پہنچانا چاہیئے۔ دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور وہ پریس بھی جلدی لگ جائے اور

قرآن کریم کے تراجم

دُنیا کی ہر زبان میں شائع ہونے لگ جائیں۔ اس وقت دُنیا کے ہر اچھے ہوٹل کے ہر کمرے میں بائیبل کا ایک نسخہ پڑا رہتا ہے۔ یہ علیحدہ سوال ہے کہ ایک لاکھ میں سے شاید ایک آدمی بھی اس کے پڑھنے میں دلچسپی نہیں لیتا لیکن اس کا نسخہ پڑا ہوُا ہے۔ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ اُسے یہ سہولت میسّر ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی کسی ہوٹل کے کمرے میں پانچ دن کے لئے رہے اور وہ قرآن کریم پڑھنا چاہے تو نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ آپ نے وہاں قرآن کریم کا نسخہ نہیں رکھا ہوُا اور جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے یہ ہر زبان میں ہونا چاہیئے اور اس کے لئے ایک اچھے پریس کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے لئے جو امپورٹ وغیرہ کا انتظام کرنا تھا وہ مسئلہ اب آخری مرحلوں پر ہے۔ خدا کرے پریس جلدی بن جائے۔ اگر یہ ایک سال میں لگ جائے تو ہم اپنا کام شروع کر دیں گے۔ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں بڑا کام کرنے والا ہے۔

بہرحال اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی اس قرآنی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے ہر رطب و یابس پر مشتمل نشر کا سامان ہو گیا۔ اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم جو مفید چیز ہے، اس کو لیں اور اپنی لائبریری میں محفوظ رکھیں۔

پھر بچوں کے لئے مثلاً بعض اچھی کہانیاں ہیں جو اُن کے اخلاق کو خراب کرنے والی نہ ہوں سنوارنے والی ہوں یہ بھی بڑی مفید چیز ہے۔ بچوں کا اپنا سیکشن علیحدہ ہو سکتا ہے۔ دراصل یہ معاملہ ذرا سوچ کر طے کرنے والا ہے۔ ابھی تک تو میرے ذہن میں یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے دوست ہوں جن کے اس قسم کے دماغ ہوں اور وہ بچوں کے لئے مفید کتابوں کا انتخاب کر سکیں۔ لیکن یہ

ایک اہم ضرورت

ہے کہ ہر عمر کے بچے کے دماغ کے لئے علیحدہ کہانی چاہیئے۔ میرا دوسرا لڑکا آٹھویں جماعت تک وہ ساری کتابیں جو اس عمر کی تھیں پڑھ گیا۔ مزید پڑھنے کے لئے کوئی کتاب نہ رہی۔ اسی وجہ سے اس کے دماغ کو ایک ایسا جھٹکا لگا کہ پڑھائی کی طرف اس کی توجہ نہیں رہی۔ میں اُسے بعض دفعہ فیروز سنز کی دکان پر لے جاتا تھا۔ جس کتاب کو میں اٹھاتا تھا وہ کہتا یہ بھی میں نے پڑھ لی ہے۔ وہ بھی میرے پاس ہے یہ بھی میرے پاس ہے۔ حالانکہ مختلف علوم کے متعلق بچوں کی اس عمر کے لئے مفید کتابیں اس کثرت سے ہونی چاہئیں کہ پڑھنے والا بچہ دن رات ایک کر کے پڑھے مگر کتب ختم نہ ہوں۔ دوسروں نے تو خیال نہیں کیا۔ کم از کم ہمارے ملک میں تو اس

طرف توجہ نہیں ہوئی یا بعض دوسرے ملکوں میں بھی ایسا ہی ہو۔ بعض نے شاید توجہ کی ہو۔ بہرحال سارے ملکوں کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

یہ ایک اہم ضرورت ہے

اس طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

پس ایک نئی لائبریری تو بن گئی۔ گو اس کے اندر رُوح ابھی اسی قدر ہے جتنی پہلی عمارت میں تھی۔ کیونکہ نئی کتابیں تو ابھی نہیں آئیں۔ اس کا ارتقاء ابھی ہونا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی بھی توفیق بخشے اور ایسے آدمی بھی عطا فرمائے جو ریسرچ اور تحقیق کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ ذمہ داری بھی ہماری ہے کیونکہ ہم ہی ہیں جو علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی "خلق" کی کوئی حد نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کی صفات کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کی "خلق" کے خواص کی بھی حد نہیں ہے۔ یعنی اگر انسان کو مزید دس کروڑ سال ریسرچ کی توفیق ملتی رہے تب بھی وہ اس مقام پر کبھی نہیں پہنچ سکتا کہ وہ یہ کہے میں نے جلد کے اندر داخل ہو کر اس کے اندر کے علوم کا احاطہ کر لیا ہے۔ وہ کتنی بھی کوشش کرے پھر بھی وہ اپنے آپ کو سمندر کے کنارے پر کھڑا ہوُا ہی محسوس کرے گا۔

پس ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ سمجھتے ہیں کہ

ریسرچ اور تحقیق کا کام

ختم نہیں ہوُا۔ اور وہ ہر جہت میں ہونا چاہیئے۔ ہر علم سے جو تعلق ریسرچ رکھتی ہے اس لحاظ سے وہ ریسرچ ہونی چاہیئے، وہ تحقیق ہونی چاہیئے۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے جو مقالے لکھوانے شروع کئے تھے اُن کے لکھنے والوں کی تعداد ہر سال کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس سال صرف پانچ مقالے آئے ہیں۔ پس ہم نے تھکنا نہیں۔ نہ تھک کر ہم کہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی اجازت نہیں دی وہ کہتا ہے بس چلتے چلے جاؤ۔ اگر تھک جاؤ تب بھی کھڑے نہ ہونا۔ حرکت میں رہو پھر میں برکت دیتا چلا جاؤں گا۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمیں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی اور ابھی تو کام کی ابتداء ہے۔ ہماری ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اور اس کے مطابق ہماری کوشش اور جدوجہد ہونی چاہیئے۔ ویسے خدا تعالیٰ فضل بھی بڑا کر رہا ہے۔ اب فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو تین سال میں کل سرمایہ پر چھ لاکھ روپے نفع ہوُا ہے۔ گویا ایک سال میں دو لاکھ روپے جس کا مطلب ہے تقریباً ۸ فی صد سالانہ یہ بھی ایک تجارتی لائن ہے جو فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے لی۔ ایک لائن ہے تجارت کی جو "نصرت جہاں آگے بڑھو" نے لی اور وہ اللہ تعالیٰ سے تجارت ہے۔ اور اس تجارت میں مغربی افریقہ کے ایک مقام پر چار مہینے میں دو ہزار پونڈ کی تجارت پر اللہ تعالیٰ نے

چھ ہزار پونڈ کا نفع

عطا فرمایا۔ یعنی تین سو گنا نفع چار مہینے کے اندر۔ پس دولت کا اصل مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس (فضلِ فاؤنڈیشن والی) لائن کو چھوڑ دیا جائے۔ مختلف لائنوں پر چل کر ہم نے ترقی کرنی ہے۔ سارے راستے دراصل ہمارے لئے بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب راستوں کے پہچاننے کی اور ان کے اوپر اس تیزی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے جس تیزی اور بشاشت کے ساتھ چلنے کا ہم سے وہ مطالبہ کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے فضل کے بغیر تو ہم اس کی رحمت اور فضل کو حاصل نہیں کر سکتے۔

اس کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے فاؤنڈیشن کے وائس چیئرمین۔ سیکرٹری اور ڈائریکٹر صاحبان کرم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اور مکرم وکیل اعلیٰ صاحب تحریکِ جدید کی معیت میں اپنے دستِ مبارک سے وسطی دروازہ کھولا۔ لائبریری کے مین ہال اور دوسرے کمروں کا ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کے بعد سنگِ مرمر کی اس تختی کی نقاب کشائی فرمائی جس پر خلافت لائبریری کی اس نئی عمارت کے تنصیبِ سنگِ بنیاد اور افتتاح درج ہے۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اَجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا (کلامِ مسیح موعودؑ)

خاتم النبیین اور ارتقاء نبوت کسی نبی کی آمد مانع نہیں

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

مولوی صدرالدین صاحب نے کوشش کی ہے۔ کہ وہ یہ دکھائیں کہ نبوت کا ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو چکا ہے۔ اسلئے آپؐ کے بعد کسی نبی کی آمد محال ہے۔ گویا اُن کے نزدیک نبوت کا ارتقاء نبوت کو بند اور ختم کر چکا ہے مگر یہ مولوی صاحب کی بھول ہے۔ کسی چیز کا ارتقاء اس چیز کے لئے روک ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ یہ امر ضرورت و عدم ضرورت سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

بدء الاسلام غریبًا و
سیعود غریبًا۔۔۔۔۔

کہ اسلام کی ابتداء غربت میں ہوئی اور ایک زمانہ آئیگا کہ وہ غریب ہو جائے گا جسکی وجہ سے وہ پہلے کی طرف محمدؐ ثانی کا محتاج ہو گا۔ اور یہ کہ ایمان اور اسلام کا صرف نام و رسم باقی رہ جائے گی۔ گویا فرمایا اسوقت میرے خاتم النبیین ہونے کے باوجود اسے میری بعثت ثانیہ یعنی مسیح موعود و مہدی معہود کی الاصل کی ضرورت ہو گی۔

یہ مسئلہ اسقدر واضح اور روشن ہے۔ کہ ہمیں اسبارہ میں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات عالم کو پیدا کیا۔ اس میں چاند سورج ستارے بنائے۔ موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات بنائے۔ لگتے چلے گئے اور مخلوقات اکٹھی نہیں۔ ارتقاء کے نتیجہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جو مخلوقات کی ارتقائی صورت ہے۔ خدا نے انسان کو مخلوقات میں سے اول قرار دیا۔ اور اسے اپنا خلیفہ ٹھہرایا۔ گویا آدم اس ارتقاء کی وجہ سے خاتم المخلوقات ٹھہرا

اب مولوی صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ کیا پہلے آدم کے بعد آگے دوسرے انسان پیدا ہونے بند ہو گئے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ آدم تو اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔ اور یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

انسان کی پیدائش اس ارتقاء کی وجہ سے ختم نہیں ہو گئی پس جس طرح جہاں ارتقاء انسانوں کی پیدائش میں روک نہیں بن سکا اسی طرح نبوت کا ارتقاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب انبیاء سے افضل ہونا اس امر کا مانع نہیں کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آوے۔

اگر مولوی صاحب کو آدمؑ کے خاتم المخلوقات ہونے کے بارے میں شک و شبہ ہو تو وہ ہمیں بتا دیں کہ انسان سے بڑھکر آگے اور کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے؟ اس کے بعد کسی دیگر مخلوق کا نہ ہونا اس ارتقاء کا قطعی ثبوت ہے۔ مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عبارت بھی پڑھ لینی چاہیئے۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ طبع دوم)

جب مخلوقات کا ارتقاء ہو چکا۔ اور آدم خاتم المخلوقات ٹھہرا تو مولوی صاحب فرمائیں اس امر پر روشنی ڈالیں کہ کیوں اس ارتقاء کے باوجود انسانوں و آدمیوں کا غیر منقطع سلسلہ جاری ہے۔ آدم علیہ السلام پر یہ سلسلہ ارتقاء کی وجہ سے ختم نہیں ہوا۔ یہ کیا تماشہ ہے؟ کہ ارتقاء کے وقت ایک وجود تھا تو اب تک اربوں اربہا وجود ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ بلکہ بڑے زور سے جاری ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ طرفہ (؟) خیال ہے۔ جسپر ہمیں رہ رہ کے تعجب آتا ہے۔ ان کا ایسا خیال کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتا

حضرت امام فخرالدین صاحب رازی ارتقاء انسانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فاعطاهم العقل وابدعت
فی ارواحهم نور البصيرة
وجوهر الهداية فعند
هذه الدرجة فازوا بالخلع
الاربع الوجود والحياة ثم
يجب ان يكون افضل
الاترى ان رسولنا صلی
الله عليه وسلم لما كان خاتم
النبيين كان افضل الانبياء
عليهم الصلوٰة والسلام و

الانسان لما كان خاتم
المخلوقات الجسمانية
كان افضلها فكذا العقل
لما كان خاتم الخلع الفائضة
من حضرة ذی الجلال كان
افضل الخلع واكملها۔

(تفسیر کبیر رازی حصہ اول صفحہ ۲۱)

کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل عطا فرمائی اور ان کی روحوں میں نور بصیرت اور جوہر ہدایت پیدا فرمایا اس موقعہ پر انہیں چار خلعتیں نصیب ہوئیں یعنی (۱) وجود (۲) زندگی (۳) قدرت (۴) عقل اور عقل ان تمام خلعتوں کی خاتم ہے۔ اور خاتم کے لئے لازمی ہے کہ وہ افضل ہو دیکھیں جس طرح ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔ اور انسان جسمانی مخلوقات کا خاتم قرار پانے کی وجہ سے سب سے افضل ٹھہرا اسی طرح جب عقل ان خلعتوں کی خاتم ہے تو ضروری ہے کہ وہ ان سب سے افضل اور اکمل ہو۔

غور فرمائیں! کہ کیا ان مذکورہ چیزوں کا ارتقاء اس امر کا موجب بنا ہے۔ کہ ان کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ ارتقاء افضلیت کا تقاضہ کرتا ہے۔ اور ختم کی بجائے اجراء کا موجب ٹھہرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو خاتم الخلفاء قرار دیا ہے

اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد قیامت تک کوئی ولی نہیں؟ ہرگز نہیں کوئی دانا ایسے معنی نہیں کر سکتا ہاں اگر کسی کا دماغ خراب ہو تو اور بات ہے

پس مولوی صاحب کا واقفات کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اپنی رٹ لگانا ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا ہے۔ دنیا ان کے اس قسم کے بیانات کی حقیقت سے بخوبی واقف ہے ان کے ایسے بیانات محض اغیار کو خوش رکھنے کے بعض مقاصد کے حصول کے لئے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ واقف حال لوگ ان کو منافقت کا خطاب دے چکے ہیں۔ پس ان کا یہ بیان سراسر فریب خیال اور دھوکا ہے جسکی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ قرآن کریم واحادیث و سلف صالحین اور تحریرات حضرت مسیح موعود اس کو رد کر چکی ہیں۔ اسلئے ان کی حقیقت پشہ کے بھی برابر نہیں۔

ایک چیز کے ارتقاء کے بعد اگر اسکی ضرورت نہ ہو تو وہ ختم ہو سکتی ہے۔ لیکن ضرورت کی موجودگی میں، اس کا ختم ہو جانا عقل، قانونِ قدرت اور شریعت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کا ختم ہو جانا خدا تعالیٰ کی رحمتِ عامہ کے آگے روک ہے۔ اس لئے نبوت کے ارتقاء کے باوجود خاتم النبیین کے بعد اسی طرح نبی آ سکتے ہیں جس طرح خاتم المخلوقات یعنی انسان کے بعد انسان کی پیدائش جاری ہے۔ اور یہ بات ضرورت پر منحصر ہے۔ اور ہم اوپر بتا آئیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے۔ اس ضرورت کا اظہار نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ فرمایا ہے۔ اور پھر اپنے بعد آنے والے کو نبی قرار دیا ہے نہ کہ غیر نبی۔

انتقال پُر ملال

معتبر ذرائع سے عزیزم محمود احمد منیر کے خط کے خط سے یہ افسوسناک اطلاع ملی کہ ان کے والد محترم مولوی سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ ۲۳ جنوری کی درمیانی شب وفات پاگئے۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت بزرگ شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی وفات جماعت کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ مرحوم کی زندگی کے مختصر حالات ان کے بیٹے نے ارسال کئے ہیں۔ جو بدر کی آئندہ اشاعت میں دیئے جائیں گے۔ ادارہ بدر مرحوم کے جملہ لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیتے ہوئے مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

ایک عظیم الشان صدائے اجتماعیت - حج بیت اللہ شریف

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قائمقام ناظر بیت المال آمد قادیان

ریگستانِ عرب سے قریباً چودہ سو سال قبل [illegible] جو میدانِ عالم میں ایک صدائے اجتماعیت بلند ہوئی تھی جس پر اکناف و اطرافِ عالم سے لبیک لبیک کہتے ہوئے ہر سال لاکھوں پرستارانِ توحید اور غلامانِ محمد مکہ مکرمہ کی مقدس بستی کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔ جغرافیائی حدود کی تقسیمیں مٹ جاتی ہیں۔ ملکوں کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ زمین کی طنابیں کھینچ جاتی ہیں اور دنیا کے عین وسط میں ایک نئی دنیا آباد ہو جاتی ہے بیت اللہ شریف کا امین مکہ مکرمہ مرجعِ خلائق بن جاتا ہے۔ اس انوکھی شان کے ساتھ کہ رنگ، نسل اور زبان کے تمام تفرقے مٹ جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں بکھرے ہوئے توحید پرست دلوں کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہو جاتی ہیں اور سرزمینِ مکہ کی فضائیں تسلیم و اطاعت کی ترجمان ایک ہی آواز، لاکھوں دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ایک ہی پکار لبیک اللّٰھم لبیک سے معمور ہو جاتی ہیں۔

یوں تو اسلام کے تمام ارکان اجتماعیت کا درس دیتے ہیں۔ کلمہ توحید ایک مرکزی نقطہ پر جمع ہو جانے کا ایک سبق ہے۔ نماز باجماعت محلوں اور بستیوں کے منتشر افراد کو پانچوں وقت اجتماعیت کے تاگے میں پرو دینے کا ایک ذریعہ ہے۔ روزہ گناہوں کو جلا دینے اور غریب دکھی طبقے کی آلام کا احساس دلا کر اسے قریب تر لانے کا ایک روحانی گر ہے۔ زکوٰۃ قومی افلاس کو دور کرنے اور مرکز کی اہم ضروریات کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

لیکن یہ عبادات و ارکان شہروں بستیوں یا ملکوں کے افراد کے درمیان قریبی روابط پیدا کرنے کے روحانی گر ہیں۔ اسلام چونکہ کسی ایک بستی شہر یا ملک کا مذہب نہیں بلکہ یہ آفاقی مذہب ہے اس لئے ضروری تھا کہ ارکانِ اسلام میں کوئی رکن ایسا بھی ہوتا جو زمین کے تمام کناروں تک کے مسلمانوں کو ایک مقام پر جمع کرتا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے استطاعت رکھنے والے مسلمانوں کے لئے بیت اللہ شریف کا حج فرض قرار دیا۔ اور یوں یہ رکنِ اسلام مسلمانانِ عالم کے لئے دائمی اجتماعیت بن گیا۔ تاکہ دنیا بھر کے منتشر قلوب کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہو سکیں۔

چنانچہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے ہر سال اقطاعِ عالم سے لاکھوں فرزندانِ اسلام کے قافلے اپنے دلوں میں آقائے نامدار سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و مسکن اور روئے زمین پر خدا تعالیٰ کے اولین گھر کی زیارت کا شوق فراواں لئے اس مقدس بستی کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ بری بحری اور ہوائی راستوں سے دنیا کے ہر گوشے سے غلامانِ محمد اپنے دلوں کی گہرائیوں میں کعبۃ اللہ کی عظمت اور اس کی زیارت کی تڑپ لئے عازمِ مکہ ہوتے ہیں۔ عربی بھی اور عجمی بھی۔ افریقی بھی اور ایشیائی بھی۔ یورپی بھی اور امریکی بھی۔ گورے بھی اور کالے بھی۔ سرخ بھی اور زرد بھی۔ تمام اقوام، تمام نسلیں اور تمام رنگ ایک مقام پر جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور یہ عہد دہراتے ہیں کہ لبیک اللّٰھم لبیک۔ اے ہمارے خدا! ہم حاضر ہیں تیرے تمام احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے ہم حاضر ہیں۔ شاہ و گدا، رئیس و بے نوا کہتر اور بہتر کندھے سے کندھا ملا کر خدا کے حضور جبین ہائے نیاز جھکا دیں گے۔ وہ ہم اعتقاد، ہم لباس اور ہم زبان ہو کر ایک ہی مرکز کی مرکزیت کو تسلیم کرتے ہوئے آستانہ الٰہی پر جھکیں گے۔ ان میں سے برتری کی بڑائیاں اور کمتری کی کمزوریاں ختم ہو جائیں گی۔ تمام امتیازات مٹ جائیں گے سب تفرقات زائل ہو جائیں گے۔ اخوت ہوگی اور وحدت۔ یکجہتی ہوگی اور اتحاد۔ خدا کی توحید اور رسول کی رسالت قدرِ مشترک ہوگی اور فضا میں اللّٰھم لبیک کی صدائیں بلند ہوں گی

اللہ تعالیٰ نے حج کی قابلِ رشک سعادت پانے والوں کے لئے جو اہلِ دل کو احساس کی دولت سے نوازتا ہے، وہ صرف ایک رسم پوری کر کے نہیں لوٹ آئیں گے بلکہ وہ ذاتی اور قومی مستقبل کو سنوارنے کا سامان بھی کر کے آئیں گے۔ مکہ کی مقدس و متبرک بستی کو دیکھ کر ان کا راہوارِ تخیل ماضی بعید کی سرحدوں کو پھلانگتا ہوا اسلام کے صدرِ اول میں پہنچے گا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا سے اللہ تعالیٰ کا ابدی پیغام لے کر قریشِ مکہ کو سنانے تشریف لائے تھے وہ تمام واقعات و سانحات و حوادث ان کے تصور کی سکرین پر نمایاں ہو جائیں گے جو ہمارے محبوب آقا محمد عربی کو تبلیغِ حق کی راہ میں پیش آئے تھے۔ اس سے وہ یہ سبق حاصل کریں گے کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کتنی ہمت کتنی محنت اور کتنے عزم اور صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ کام کتنا ضروری اور اہم ہوتا ہے

پھر وہ دیکھیں گے کہ اسی مقدس بستی میں ایک اکیلے انسان نے توحید کا علم بلند کیا اور ہزاروں شدائد و مصائب برداشت کر کے اسے ساری دنیا میں پھیلایا اس سے انہیں یہ سبق ملے گا کہ خدا کی خاطر اپنی زندگی وقف کر دینے والا انسان اکیلا نہیں ہوتا بلکہ خدا کے فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور خدا کی نصرت کا سایہ اس کے سر پر ہوتا ہے۔

پھر انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مظلومیت کی زندگی کا خیال آئے گا اور وہ یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ خدا کے رحم کا مورد بننے کے لئے مظلوم ہونا ضروری ہے۔ اتنا مظلوم کہ عرصۂ حیات تنگ ہو جائے۔ اتنا مظلوم کہ گھربار اور وطنِ عزیز تک چھن جائے

پھر وہ محسوس کر سکیں گے کہ یہی وہ بستی ہے جہاں [illegible] قریش نے اسلام اور بانیٔ اسلام کو ختم کر ڈالنے [illegible] کے منصوبے بنائے تھے اور جب وہ دیکھیں گے کہ آج مکہ کی بستی میں ان کفارِ قریش کا کوئی نام لیوا بھی نہیں ہے تو ان کے ایمان بلندیوں پر پہنچ جائیں گے اور ان کے قلوب اس یقین سے لبریز ہو جائیں گے کہ حق بالآخر غالب آ کر رہتا ہے۔

ایک ہی نظریہ۔ ایک ہی اعتقاد اور ایک ہی قدرِ مشترک ـــ اسلام ـــ کے نقطۂ مرکزی کے گرد جمع ہو جانے پر لاکھوں لاکھ فرزندانِ توحید کا یہ عظیم الشان اجتماع ایک عجیب موثر اور وجدانی کیفیت دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اس نظارہ کے موثرات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ غیر مسلموں کی حساسیت بھی چوٹ کھائے بغیر نہیں رہتی۔ چنانچہ آج سے ۵۰ سال قبل جدہ میں برٹش کونسل کے ایک رکن مسٹر ابرنتھی نے صرف جدہ کے [illegible] میں اترنے والے حاجیوں کے قافلوں کو دیکھ کر یہ تبصرہ کیا تھا کہ

"دیکھو یہ ہندوستانیوں کا گروہ ہے۔ یہ پانچ پست قد جاوی کھڑے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک چینی کی منگولین صورت دکھائی دے رہی ہے۔ دوسری طرف ایک ترکستانی کی سیاہ ٹوپی اور افغانی کی بڑی سی پگڑی ہے۔ ان کے پیچھے ایک گروہ یمنی عربوں کا سرخ جبے پہنے جا رہا ہے اور ان کے ساتھ [illegible] افریقہ کا ایک حبشی [illegible] کر رہا ہے۔ تیسری طرف [illegible] کھڑے ہیں۔ اور ایک مصری عرب پوشاک کے پیچھے نظر آ رہی ہے۔ اگر ان تمام قوموں کی آبادیاں جغرافیہ کے نقشہ میں ڈھونڈی جائیں تو کیسے کیسے عظیم سمندر اور کیسے کیسے صحرا ان میں حائل نظر آئیں گے لیکن یہاں ان کو جمع کر دیا گیا ہے۔ سال کے اس موسم (حج) میں خود بخود دنیا کے تمام گوشے اس جگہ یکجا ہو جاتے ہیں۔ کیا آج دنیا کے کسی حصہ میں بھی ایسا منظر نظر آ سکتا ہے؟ کیا اس منظر سے بھی بڑھ کر کوئی منظر ہے جو انسانی اجتماع کی ایک عجیب و غریب قوت کا پتہ دے؟

میں سوچ رہا ہوں کہ کس کے ہاتھوں میں اس رشتہ کا سرا ہے؟ جس سے بحر و بر کے یہ تمام گوشے کھینچ لئے جا سکتے ہیں؟"

(طریقہ حج صفحہ ۱۲)

مسٹر ابرنتھی کے یہ تاثرات تو اس زمانہ کے ہیں جب اکثر اسلامی ممالک محکومیت اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں کی اقتصادی حالت اتنے لمبے سفر کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ آج جبکہ تمام اسلامی ممالک آزاد بھی ہیں اور اقتصادی طور پر مضبوط بھی ہیں اور ۵۰ سال قبل کی نسبت حاجیوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے مقامِ حج کا اجتماع کتنا عظیم اور کس قدر موثر ہوگا!

لیکن کاش! اس کے موثرات ہی سے صرف اجتماعیت کا رازِ نہاں ان کی سمجھ میں آ سکے۔ کاش! اجتماعیت کی یہ کلید ان کے دلوں کے تالوں کو کھول سکے جو تشتت و افتراق کے شکار ہو کر زمانے کی ٹھوکروں پر [illegible] گئے ہیں۔ وہ مقدس و متبرک مقام بیت اللہ شریف۔ جہاں ایک مسلمان کا دل پگھل جانا چاہیے جہاں اس کی روح میں ایک سوز و گداز پیدا ہو جانا چاہیے جہاں قلوب کی صفائی اس رنگ میں ہو جانی چاہیے کہ دوئی، تفرقات اور اختلافات سے [illegible] اگر کوئی مسلمان خدانخواستہ ان موثرات اور ان نعماء سے اپنی جھولی بھرنے کا سامان نہیں کر سکتا تو یہ کوتاہی اس کی اپنی ہے نہ کہ اسلام کی ان دائمی اور قوت بخش تاثیرات کی جن کے ذریعہ اسے وحدت، یکرنگی اور اتحاد کا سبق سکھایا گیا تھا۔

ان مسلمان بھائیوں کی خوش بختی قابلِ صد رشک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے [illegible] سے حج کی توفیق ارزانی کی اور ساتھ ہی مدینہ منورہ کی زیارت کی سعادت بخشی۔ لیکن ان سے کہیں زیادہ مبارک ہیں وہ اہلِ دل مسلمان جو حج کی روحِ حقیقی کو سمجھیں اور اس سے وہ برکات حاصل کریں جو اس سعادت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ آمین۔

محترمہ الحاجہ رسول بی صاحبہ مرحومہ اہلیہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ صحابی یادگیر

نعش حیدرآباد سے لاکر بہشتی مقبرہ میں دفن کر دی گئی

از حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان

محترمہ الحاجہ رسول بی صاحبہ جو حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ یادگیری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہلیہ ثانی تھیں اور گزشتہ سال وفات پاکر امانتاً حیدرآباد میں دفن تھیں، ان کی نعش کو مرحومہ کے ورثاء نے عزیزم مکرم مولوی سراج الحق صاحب کے ساتھ حیدرآباد دکن سے قادیان بھجوایا تاکہ مرحومہ کو ان کی وصیت کے مطابق بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا جائے چنانچہ ۱۷/۱ کو نعش قادیان پہنچی اور اسی روز بعد نماز عصر ۴ بجے شام جنازہ گاہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے درویشان سمیت نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر حضرت مولانا موصوف نے دعا کروائی۔ اور درویشوں کی ایک بڑی تعداد آخری دعا تک وہاں موجود رہی۔

محترمہ رسول بی صاحبہ جو چنت کنٹہ کے شیخ محی الدین صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں محترم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدرآبادی کی خالہ محترم سیٹھ محمد حسین صاحب چنت کنٹہ کی ہمشیرہ اور محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی پھوپھی تھیں۔ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ نے اپنی پہلی بیوی محترمہ پیر ماں بی صاحبہ کی موجودگی میں ہی ان سے ۱۹۱۰ء میں شادی کی تھی۔ مرحومہ کے بطن سے صرف ایک فرزند ہوا جو ایام طفلی میں ہی فوت ہو گیا اس کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود مرحومہ نے اپنی ساری عمر صبر و رضا میں گزاری اور اولاد کی کمی کو یوں پورا کیا کہ حضرت سیٹھ صاحبؓ کی ساری اولاد اور خاندان کو اپنی اولاد سمجھا اور ان سب کو وہی محبت دی جو ایک حقیقی ماں دے سکتی ہے۔ اور اس طرح وہ دو چار بچوں کی ماں بننے کی بجائے اس خاندان کے درجنوں بچوں کی ماں بن گئیں۔ اور ان کی پرورش اور تربیت کا حق ادا کر دیا۔ اس خاندان کے تمام افراد بھی مرحومہ کو اپنی ماں کا درجہ اور عزت دیتے رہے۔

حضرت سیٹھ صاحبؓ کی صحبت کا اثر تھا اور ساتھ ہی مرحومہ کا فطری رجحان کہ مرحومہ بہت متقی اور پرہیزگار تھیں اور تمام مومنانہ صفات سے متصف تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ انتہا درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔ میں خود کئی مرتبہ یادگیر کے سفر پر گیا ہوں اور میں نے ذاتی طور پر اس امر کا مشاہدہ کیا کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جماعت کے مخلصین کو جو محبت ہونی چاہیے وہ بدرجہ اتم ان کے اندر موجود تھی۔

جماعتی چندوں میں مرحومہ بہت باقاعدگی سے حصہ لیتی تھیں اور تمام طوعی تحریکات میں بھی مرحومہ کا نمایاں حصہ ہوتا تھا۔ اور نہ صرف خود حصہ لیتی تھیں بلکہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ یادگیری خاندان چندہ جات کی ادائیگی کا بہت پابند ہے وہ برابر تحریک کرتی رہتی تھیں تاکہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ چندے ادا ہو گئے ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان کے مدنظر تربیت بھی ہوتی تھی۔ اپنے عزیزوں کو چندہ جات کی ادائی کے لئے تلقین کرتے رہنا بھی تربیت کا ایک اعلیٰ گر ہے۔

مرکزی مہمانوں اور مبلغین کے دوروں کے وقت مرحومہ ذاتی طور پر سب کے آرام و آسائش اور خدمت کا خیال رکھتی تھیں۔ یوں تو یہ صفت اس خاندان کے تمام افراد میں مشترک ہے لیکن مرحومہ کو ایک ایسا امتیاز حاصل تھا جو حضرت سیٹھ صاحبؓ کی اہلیہ ہونے کے ناطے انہیں واقعی حاصل ہونا چاہیے تھا۔

۱۹۲۵ء میں جب حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ فریضہ حج کی ادائیگی اور مدینہ منورہ کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے کے لئے تشریف لے گئے تو مرحومہ بھی سیٹھ صاحب کے ہمراہ تھیں، اور حج بیت اللہ کی سعادت پائی اسی سفر کے دوران میں سیٹھ صاحبؓ شدید بیمار ہو گئے تو مرحومہ نے ان کی خدمت اور تیمارداری کا حق ادا کیا۔

اس کے ساتھ ہی قدرت ان کے صبر و رضا کا امتحان بھی لینے والی تھی۔ چنانچہ حج کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد حضرت سیٹھ صاحبؓ قضائے الٰہی سے مدینہ طیبہ میں ہی وفات پا گئے۔ ایک محبت کرنے والے دیندار شوہر کی وطن سے اس قدر دور مقام پر وفات ایک بڑا صدمہ بھی تھا اور شدید آزمائش بھی۔ لیکن مرحومہ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا اور کوئی جزع فزع کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو گئیں بلکہ اپنے مرحوم شوہر کے جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت پانے پر قدرت نے ان کے لئے ایک ذہنی اور روحانی سکون کا سامان کر دیا۔ کیونکہ اس مسلمان کی خوش بختی قابل صد رشک ہے جسے جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہو جائے۔

اسی سفر حج میں محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم وکیل یادگیری بھی حضرت سیٹھ صاحبؓ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے تھے جو سیٹھ صاحبؓ کے داماد تھے اور سیٹھ صاحب کی غریب الوطنی میں وفات پر تدفین کا انتظام انہوں نے ہی کیا تھا۔

اپنے شوہر کی وفات کے بعد مرحومہ قریباً پچیس سال تک زندہ رہیں اور اپنے مرحوم شوہر کی تمام باقیات کے ساتھ ایک گہرا تعلق قائم رکھا۔ ایک بزرگانہ حیثیت سے خاندان کے تمام افراد کے سروں پر شفقت آمیز ہاتھ رکھا اور اس خاندان کے تمام افراد کی بھی یہ عین سعادت ہے کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق اپنی اس ماں کے قدموں میں جنت تلاش کرتے رہے۔

محترم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ یادگیر جب تک زندہ رہے مرحومہ کے ساتھ حقیقی ماں کی طرح ادب و احترام کا برتاؤ کرتے رہے۔ اور ہر طرح ان کی دلداری کی۔ اور پھر عزیزم مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے اپنے مرحوم بھائی کی جگہ لے لی۔

مرحومہ اپنی آخری عمر میں زیادہ تر اپنے بھتیجے اور داماد محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب آف چنت کنٹہ (حال حیدرآباد دکن) اور اپنی بیٹی مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کے پاس رہتی تھیں۔ جہاں مرحومہ کی پیری اور بیماری میں خدمت کرنے کے مواقع سیٹھ صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ کو ملتے رہے۔

منجھلی سیٹھانی مرحومہ ہائی بلڈ پریشر اور دل کے عارضہ کی مریضہ تھیں۔ شدت کے دوروں کے باوجود مرحومہ کی جسمانی صحت بالعموم اچھی تھی۔ اور وہ عام طور پر ان دوروں کی پرواہ نہ کرتی تھیں۔ بلکہ ڈاکٹر حیران ہوتے تھے کہ اتنے بڑھاپے کے باوجود وہ اس مرض کی شدت کا مقابلہ کر رہی ہیں حالانکہ ایسے دورے نوجوانوں کے لئے بھی جان لیوا ہوتے ہیں۔

اسی بیماری سے مرحومہ جنوری ۱۹۷۱ء میں شدید بیمار ہوئیں۔ محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب اور دوسرے تمام عزیزان نے علاج پر روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ لیکن مرض الموت کا علاج آج تک کون کر سکا ہے۔ چنانچہ ۲۳/۱ کو وہ وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ چونکہ موصیہ تھیں اس لئے سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب نے مرحومہ کو امانتاً اپنے حیدرآباد کے باغ میں دفن کروا دیا۔ اور سیٹھ صاحب کا ارادہ یہ تھا کہ قادیان کے جلسہ سالانہ پر دسمبر ۱۹۷۱ء میں نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کرنے کے لئے ساتھ لائیں گے جبکہ یادگیر حیدرآباد اور چنت کنٹہ کے احمدی خاندانوں کے بہت سے دوسرے افراد بھی موجود ہوں گے اور وہ سب جنازہ اور تدفین میں بھی شریک ہو سکیں گے۔ لیکن افسوس کہ ملکی حالات کے باعث جلسہ سالانہ کا انعقاد اب تک ممکن نہ ہو سکا تھا اور ادھر سیٹھ محمد اسماعیل صاحب آف چنت کنٹہ یہ چاہتے تھے کہ بہشتی مقبرہ کی یہ امانت جلد بہشتی مقبرہ میں پہنچا دی جائے چنانچہ انہوں نے مرحومہ کا تابوت قادیان بھجوانے کا انتظام کر دیا اور ۱۷؍ جنوری ۷۲ء کو تدفین بھی عمل میں آ گئی۔

گو جنازہ کے موقع پر مرحومہ کے قریبی ورثاء اور عزیزوں میں سے کوئی قادیان میں موجود نہ تھا لیکن احمدیت کا خاندان تو بہت وسیع ہے جس کے حدود آفاق تک پہنچتے ہیں اور قادیان کے درویش بھی اسی خاندان کے افراد ہیں۔ انہوں نے بعد جنازہ تابوت کو کندھا دے کر قبر تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ آمین

زکوٰۃ ادا کرنے والے مخلصین

جزاکم اللہ احسن الجزاء

نظارت ہذا کی طرف سے جماعتہائے احمدیہ بھارت کے صاحب نصاب دوستوں کی خدمت میں خطوط بھجوائے گئے تھے ان میں سے بعض مخلصین نے اپنی زکوٰۃ کی رقوم ارسال فرمائی ہیں جس کے لئے نظارت ہذا ان کی ممنون ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ کچھ دوست ایسے بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک زکوٰۃ وصول نہیں ہوئی۔ ایسے تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کی رقوم جلد مرکز میں ارسال کر کے ممنون فرمادیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد اور اس کا حصول

از مکرم مولوی مجید احمد صاحب کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

بعض ناواقف لوگ جنہیں احمدیت کا پورا مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ کہتے ہیں کہ احمدی جب ہر اس بات پر ایمان رکھتے ہیں جس پر سب مسلمان بھی ایمان رکھتے ہیں تو پھر بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی علیحدہ جماعت کیوں بنائی؟ ایسے دوستوں کی غلط فہمی دور کرنے اور اصل حقیقت بیان کرنے کے لئے عرض ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنّت ہے کہ جب کبھی دنیا میں خرابی پھیل جاتی ہے۔ لوگ خدا تعالےٰ کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا کو دین پر مقدم کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آسمان سے کسی مامور کو مبعوث فرماتا ہے۔ تاکہ اس کے کھوئے ہوئے بندوں کو پھر اس کی طرف واپس لائے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو پھر دنیا میں قائم کرے۔ بعض دفعہ یہ مامورین شریعت ساتھ لاتے ہیں اور بعض دفعہ کسی پہلی شریعت کے قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی اس سُنّت پر خاص زور دیا گیا ہے اور بار بار بنی نوع انسان کو اللہ تعالےٰ کے اس رحم و کرم کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے تمام کام حکمت سے پُر ہوتے ہیں۔ اور وہ کوئی کام بھی بلا وجہ اور بغیر حکمت کے نہیں کرتا اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ "وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ" (سورت دخان) یعنی ہم نے یہ زمین و آسمان یونہی نہیں پیدا کئے بلکہ ان کی پیدائش میں کوئی غرض رکھی ہے۔ اور وہ غرض یہی ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کی صفات کو ظاہر کرے اور اس کا مظہر بن کر دکھائے ان لوگوں کو جو بلند پروازی کی طاقت نہیں رکھتے خدا تعالیٰ سے روشناس کرے۔ اور لوگوں کا تعلق خدا تعالےٰ سے نئے سرے سے جوڑ دے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک خدا تعالےٰ کی یہی سُنّت جاری ہے اور مختلف اوقات میں خدا تعالےٰ نے اپنے مختلف مظاہر اس دنیا میں مبعوث فرمائے۔ سب سے آخر اور سب سے کامل طور پر محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو اجمالاً اور تفصیلاً انفرادی حیثیت سے بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی ایسی شان اور ایسے جلال اور جمال کے ساتھ دنیا پر ظاہر فرمایا کہ پہلے انبیاء آپؐ کے شمسی وجود کے آگے ستاروں کی طرح ماند پڑ گئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام شریعتیں ختم ہو گئیں۔ اور تمام شریعت لانے والے انبیاء کی آمد کا رستہ بند کر دیا گیا کسی جنبہ داری کی وجہ سے نہیں۔ کسی لحاظ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس لئے کہ رسول کریم صلے اللہ ایسی شریعت لائے جو تمام ضرورتوں کی جامع اور تمام حاجتوں کو پورا کرنے والی تھی۔ جو چیز خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی تھی۔ وہ تو پوری ہو گئی۔ لیکن بندوں کے متعلق کوئی ضمانت نہیں تھی۔ کہ وہ صحیح رستہ نہیں چھوڑیں گے اور اس سچی تعلیم کو نہیں بھولیں گے بلکہ لوگوں کی اس کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ "يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" (سجدہ) یعنی اللہ تعالےٰ اپنے اس آخری کلام اور اپنی اس آخری شریعت کو آسمان سے زمین پر قائم کر دے گا۔ اور لوگوں کی مخالفت اس کے رستہ میں روک نہیں بنے گی۔ مگر پھر ایک عرصہ کے بعد اس کلام کی بدرج اُٹھنا شروع ہو جائے گی اور یہ کام ایک ہزار سال میں پورا ہوگا جب ہم اس ایک ہزار سال ہر ابتدائی تین صدیوں کو شامل کر لیں جن کے بارے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" تو یہ سارا زمانہ تیرہ سو سال (۱۳۰۰) کا بنتا ہے۔ اس کے بعد اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ شروع ہونے والا ہے۔ اسی طرح بعض دوسری روایات کے مطابق آخری زمانہ میں جب دجال کا فتنہ ظاہر ہوگا عیسائیت غالب آ جائے گی۔ اسلام ظاہری طور پر مغلوب ہو جائے گا اور مسلمان دین کو چھوڑ بیٹھیں گے اور دوسری اقوام کے رسم و رواج کو اختیار کر لیں گے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک کامل مظہر ظاہر ہوگا۔ اور اس زمانہ کی اصلاح کرے گا۔ اس زمانہ کے متعلق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ" یعنی صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کی صرف تحریر رہ جائے گی۔ اسلام کا مغز کہیں نظر نہیں آئے گا۔ اور قرآن کے صحیح مطالب کسی پر روشن نہ ہوں گے چنانچہ امت محمدیہ کو صحیح راستہ پر لانے کے لئے۔ اور دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ٹھیک وقت پر مبعوث فرمایا آپ کوئی نیا پیغام دنیا میں لے کر نہیں آئے بلکہ وہی پیغام جو محمد رسول اللہ صلے اللہ دنیا کو سنایا تھا مگر آج دنیا اسے بھول گئی۔ وہی پیغام جو قرآن کریم نے پیش کیا تھا۔ مگر دنیا نے مخالفت کی لیکن تمام کائنات کے پیدا کرنے والے کا فیصلہ کچھ اور ہی ہے۔ اس نے انسان کو اپنی محبت اور تعلق کے لئے پیدا کیا ہے اپنی صفات کو اس کے ذریعہ سے ظاہر کرنے کے لئے اسے بنایا ہے۔ پس اسی فرض کو پورا کروانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ظاہر فرمایا ہے۔ ان کا یہ کام تھا کہ دنیا دار لوگوں کو دیندار بنائیں۔ اسلام کی عظمت دلوں پر قائم کریں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر اپنے روحانی تخت پر بٹھائیں۔ جس تخت پر سے آپ کو ہٹانے کے لئے شیطانی طاقتیں اندرونی اور بیرونی حملے کر رہی ہیں۔

ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک برگزیدہ جماعت بنائی۔ اصلاحی امور میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو اسلام کے قشر کی بجائے اس کے مغز کی طرف توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ یہ [illegible] احکام کا ظاہر بھی نہایت اہم اور ضروری ہے۔ لیکن بغیر باطن کی طرف توجہ کرنے کے انسان کوئی ترقی نہیں کر سکتا چنانچہ اپنی جماعت کے عہد بیعت میں یہ ہی شرط رکھی کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" درحقیقت یہی نقص تھا جو مسلمان کو گھن کی طرح کھا رہا تھا۔ باوجود اس کے کہ دنیا ان کے ہاتھوں سے چھوٹ چکی تھی پھر بھی بار بار اسکی نگاہیں دنیا کی طرف ہی لوٹتی اسلام کی ترقی کے معنے ان کے نزدیک حکومت کا حصول رہ گیا تھا۔ اور اسلام کی کامیابی کے معنے ان کے نزدیک صنعت و حرفت میں ترقی تھی حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں کیا اس لئے نہیں تشریف لائے تھے کہ مسلمان لوگ کامیاب تاجر کہلائیں یا پیشہ ورانہ اعلےٰ کام پائیں اور روحانیت کی بنا سے نام کے مسلمان کہلانے لگ جائیں بلکہ لوگوں کو حقیقی اور باعمل مسلمان بنائیں۔ جس کی تعریف قرآن کریم نے یہ فرمائی ہے کہ۔

"مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ"

کہ وہ اپنے سارے وجود کو خدا تعالیٰ کے لئے وقف کر دے۔ اور اپنی دنیوی حاجات کو دینی حاجات کے تابع کر دے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انبیاء کے طریق پر چلتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حکم سے دین پر زور دینا شروع کیا جس وقت آپ ظاہر ہوئے مسلمانوں میں دو قسم کی تحریکیں جاری تھیں ایک تحریک یہ تھی کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں اسلئے انہیں دنیوی طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دوسری تحریک جو آپ نے چلائی یہ تھی کہ ہم کو دین کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تب دنیوی لحاظ سے بھی خدا کبھی ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضور نے جہاں اس بات کی طرف خاص زور دیا کہ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس لئے آیا کرتا ہے کہ وہ انسان کے ذہن کو جلا بخشے اور اس کے دماغ کو منور کرے۔ اور اسکی عقل کو تیز کرے۔ آپ نے کہا جو شخص [illegible] ۔۔۔۔ کرتا ہے اور [illegible] نہیں لیتا۔ وہ

اس کے اندر اخلاقِ فاضلہ پیدا کر دیتا ہے۔ دین اس کے اندر غیرتِ ملّیہ پیدا کر دیتا ہے اور دین اس کے اندر ایثار و قربانی کا مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم دین کو اختیار کرو۔ تم نمازیں پڑھو تم روزے رکھو حج کرو زکوٰۃ دو اسی طرح دین کے جملہ احکام کی بجا آوری کرو۔ لیکن وہ نمازیں پڑھو جو قرآن نے بتائی ہیں۔ اور وہ روزے رکھو جو قرآن نے بتائے ہیں۔ اور وہ حج کرو جو قرآن نے بتایا ہے۔ اور وہ زکوٰۃ دو جو قرآن نے بتائی ہے۔ قرآن کریم تم سے اٹھک بیٹھک کا مطالبہ نہیں کرتا۔ نہ وہ تم سے بھوکے رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ نہ اپنا ملک سے فائدہ چھوڑنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ نہ اپنا مال گنوانے کا مطالبہ کرتا ہے قرآن کریم تو نماز کے متعلق یہ فرماتا ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ

نماز انسانوں کو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ پس اگر ایسا نتیجہ نہیں نکلتا جو نماز کا قرآن کریم نے بتایا ہے۔ تو سمجھو کہ تمہاری نماز حقیقی نماز نہیں اور روزے کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ

لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ...

روزہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا تمہارے اندر تقویٰ اور اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوں۔ اس لئے اگر تم روزے رکھتے ہو اور تمہارے اندر تقویٰ پیدا نہیں ہوتا۔ تو معلوم ہوا کہ تمہارے اندر ضرور کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اس صورت میں تم روزہ نہیں بلکہ تم محض اپنے آپ کو بھوکا رکھتے ہو اور حج کے لئے فرماتا ہے کہ بغاوت کے خیالات کو روکنے اور باہمی جھگڑوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس حج رفث، فسق اور جدال کو روکنے کے لئے ہے اور زکوٰۃ کے لئے فرماتا ہے کہ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ بِھَا

زکوٰۃ تزکیہ نفوس، اور تطہیر قلوب و افکار کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ پس جب تک یہ نتائج پیدا نہ ہوں۔ تمہارا حج تمہاری زکوٰۃ بے نتیجہ رہے۔ پس تم نماز پڑھو روزہ رکھو حج کرو زکوٰۃ دو۔ مگر ان کے صحیح نتائج پر نگاہ رکھو جو نتائج ان کے ذریعہ لیمًا مترتب ہونے چاہئیں۔

الغرض ان باتوں پر زور دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی روحانی ترقی کا ایک نیا راستہ کھول دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ گو ابتداء میں [illegible] ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہوئی جس نے دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور اسلام کی روحانی ترقی اور دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی بادشاہت کے قیام کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنی شروع کر دی

اسی طرح بدقسمتی سے اس وقت مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ براہِ راست تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ مسلمانوں کو عام طور پر یہ غلطی لگ رہی ہے کہ نہ خدا تعالیٰ آج بندوں سے بولتا ہے اور نہ بندے خدا تعالیٰ سے کوئی بات منوا سکتے ہیں۔ پہلے مسلمانوں میں وہ لوگ موجود تھے جو اس بات کے قائل تھے کہ خدا تعالیٰ براہِ راست ان سے کلام کرتا ہے۔ لیکن اس وقت تمام مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ کلی طور پر کلامِ الٰہی کے جاری رہنے کے منکر ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر قرآن کریم کی روشنی میں دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ ہی تو اسلام کی امتیازی شان ہے۔ یہ اسلام ہی کی برکت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے باتیں کرتا ہے ۔۔۔۔ اور مجھ سے ہی نہیں بلکہ میری سچی پیروی کرنے والوں سے بھی باتیں کرتا ہے!! آپ نے متواتر خدائی کلام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا مسلمان پانچ وقت خدا تعالیٰ سے [illegible] یہ دعا مانگتا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اور قرآن کریم نے منعم علیہم کی تفصیل خود انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ فرمائی ہے۔ پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کی یہ دعا ہمیشہ ہمیش کے لئے رائیگاں جاتی اور خدا تعالیٰ مسلمانوں میں سے کسی کے لئے وہ رستہ نہ کھولتا جو منعم علیہم کے لئے کھولا گیا۔ حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے تعلق پر اس حد تک زور دیا ہے۔۔۔ اور فرمایا کہ میرے دعوے کے ماننے کے لئے خدا تعالیٰ نے بہت سے دلائل دیئے ہیں تم ان دلائل کو سوچو اور ان پر غور کرو خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہو کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو ہماری راہنمائی فرما اور اگر جھوٹا ہے تو ہمیں اس ۔ مدور

گورودوارہ سنگھ سبھا سرینگر میں

احمدی مبلغ کی تقریر ...

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ احمدیہ سرینگر

مورخہ ۱۹۷۲ء کو سکھوں کے دسویں گورو گوبند سنگھ جی کے جنم دن کے موقعہ پر اچانک خاکسار کی ملاقات اپنے دیرینہ دوست کرن سنگھ صاحب سے ہو گئی۔ باتوں باتوں میں میں نے ان سے کہا کہ پچھلے سال تو مجھے چھٹی بادشاہی گوردوارے میں لیکچر دینے کا موقعہ تھا۔ لیکن امسال مجھے پتہ نہ لگ سکا۔ ورنہ میں بھی آپ کی اس مبارک تقریب میں شوکت کر کے کچھ نہ کچھ بولتا۔ میرا اتنا کہنا تھا کہ کرن سنگھ صاحب پردھان منتظمہ تھے چنانچہ گیانی کرتا کول صاحب بانی خالصہ ہائی اسکول ریٹائرڈ مکرم دیر اور کرن سنگھ صاحب کی کوششوں سے میرے لئے وقت نکال دیا گیا۔ اور پردھان صاحب نے میرے نام کا اعلان کرتے ہوئے مختصر تعارف بھی کرایا

خاکسار نے تسبیح و تحمید کے بعد کہا کہ ایک دفعہ بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے ساتھ کچھ عیسائی مذہب کے لوگ تبادلۂ خیالات کر رہے تھے باتیں کرتے کرتے اچانک وہ اٹھ کھڑے ہو گئے۔ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تو خدا کا گھر ہے۔ یہیں عبادت کرو۔ چنانچہ ان عیسائیوں نے اپنے رنگ میں اس جگہ عبادت کی۔ تو اس واقعہ سے بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری اور وسعتِ قلبی کا بخوبی علم ہو سکتا ہے۔

پس مسجد ہو یا مندر گوردوارہ ہو یا چرچ یہ سب خدا کے گھر ہیں۔ ان میں ہر ایک نیک فطرت انسان کو خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ اپنے اپنے رنگ میں عبادت کرنے کا حق حاصل ہے۔ اگر آج دنیا بانیٔ اسلام کی اس مبارک تعلیم پر عمل پیرا ہو جائے۔ تو عالمی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور انسانیت کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم یہ بھی ہے کہ ہر مذہب کی عزت کرو۔ اور ان کی خوشیوں اور غموں میں ان کے شریک ہو پس آج آپ کی اس خوشی میں شریک ہو کر میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں اور بحیثیت ایک احمدی مسلمان کے میں گورو گوبند سنگھ جی [illegible] کی عزت کرتا ہوں اور ان کی سیرت سے متعلق کچھ بولنے کو فخر سمجھتا ہوں

اس کے بعد خاکسار نے بتایا کہ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم ایک ہی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک خدا کی پرستش کرو۔ اس کے بغیر کسی کی عبادت مت کرو۔ کیونکہ اس ساری کائنات کا خالق و مالک ایک ہی خدا ہے لہٰذا وہی عبادت کے قابل

رکھ اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص سچے دل سے بغیر تعصّب کے کچھ دن اس قسم کی دعا کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے ہدایت کا رستہ کھول دے گا اور میری صداقت اس پر روشن کر دے گا سینکڑوں اور ہزاروں آدمی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس طریق پر عمل کر کے خدا تعالیٰ سے روشنی پائی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اس زندہ ہستی سے اپنا پختہ تعلق پیدا کرو۔ حضور نے تاکید فرمائی ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی ملاقات سے مایوس ہیں

ہی کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے ملنے کا یقین پیدا کریں اور اس قسم کی زندگی سے لوگوں کو روشناس کریں جو انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں لوگوں کو نصیب تھی۔

پس یہی واحد جماعت ہے جو اسلام کی تعلیم کو صحیح رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور بھٹکی ہوئی دنیا پھر خدا تعالیٰ کے قریب آ جائے۔

بھی ہے۔ خاکسار نے آنحضرت صلعم سے قبل عرب کی حالت بتلاتے ہوئے کہا کہ وہ لوگ مختلف بتوں کی عبادت کرتے تھے اور اس اختلاف کی وجہ سے ان میں کوئی نظام نہ تھا۔ کوئی ضابطۂ حیات نہ تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے۔ اور اُن سے انسانیت سوز حرکات صادر ہوتی تھیں۔ لیکن بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کو ایک خدا کی تعلیم دی۔ اور وہ ایک سلک میں منسلک ہوگئے تو انسانیت کا بول بالا ہوا۔ اور وہ ایک دوسرے کی عزت کرنے لگے۔

ٹھیک اسی طرح جب پنجاب کے علاقہ سے امان اٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت بابا نانکؒ کو بھیجا۔ انہوں نے بھی وہی تعلیم دی جو بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اکو سمرو نانکا جو جل تھل رہے سمائے
دوجا کاہے سمرئیے جو جمے تے مرجائے

یعنی خدا ایک ہے جو ہمیشہ زندہ و تابندہ ہے۔ پس مختلف خداؤں کی پرستش چھوڑ دو اور ایک خدا کی طرف آؤ۔ کیونکہ اختلاف انسانیت کو مسمار کر دیتا ہے۔

آج جس بزرگ کا آپ جنم دن منا رہے ہیں اُن کی تعلیم بھی یہی تھی کہ انسانیت کو قائم کرو۔ اور ظلم کو دنیا سے ہٹاؤ۔ اُن کا اپدیش یہی تھا کہ ہندو مسلم سب بھائی بھائی ہیں۔ لیکن انگریزوں کو اُن کی یہ تعلیم اس لئے ناگوار گزری کہ انہوں نے دیکھا یہ دو قومیں یعنے سکھ اور مسلمان غیرتمند قومیں ہیں اگر یہ متحد رہیں تو ہمارا ہندوستان میں پاؤں ٹکانا دشوار ہوجائے گا۔ چنانچہ انہوں نے تاریخ میں ایسے فرضی واقعات شامل کر دیئے جو نفرت انگیز تھے۔ مثلاً انہوں نے گورو جی کی طرف سے یہاں تک درج کیا کہ

"مسلمان میرے دشمن ہیں میں نے اُن کو مارنے کے لئے تلوار اُٹھائی پس جو اُن کا ہے وہ میرا نہیں اور جو میرا ہے وہ اُن کا نہیں۔"

اخبار "بدر" کی اعانت ہر مخلص احمدی کا فرض ہے
(مینجر بدر)

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ بزرگ جن کا اُپدیش یہ تھا کہ

جاتے چھوٹ گیو بھرم ارکا
تنہہ آگے ہندو کیا ترکا

یعنی جس نے غیرت کا پردہ چاک کیا اس کے آگے ہندو مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں۔ بلکہ وہ سب یکساں ہیں۔ پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ گورو جی مہاراج ایسی شر انگیز تعلیم دیتے

پس ضرورت موجودہ زمانہ میں اس امر کی ہے کہ انسانیت کے نظریے سے ہر ایک کے ساتھ پیار و محبت کا سلوک کیا جائے۔ اور مذہب کی اصل غرض یہی ہے کہ انسانیت کو قائم کیا جائے۔

آخر میں سنگھ سبھا کے جنرل سیکرٹری نے خاکسار کا شکریہ ادا کیا اور آئندہ بھی اس نوع کے لیکچر دینے کی خواہش کی۔ چنانچہ میں نے اُن سے وعدہ کیا اور وہاں سے رخصت ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس لیکچر کے بہتر نتائج برآمد کرے آمین۔

اخبار کرم ویر میں لیکچر کا ذکر

اخبار "کرم ویر" اپنی یکم جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

"شری غلام نبی احمدیہ مشنری سرینگر نے دیوان میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد صاحب نے اپنے یہودی مہمانوں کو (یہ نجران کے عیسائی تھے نہ کہ یہودی ناقل) جب اُن کی عبادت کا وقت آیا فرمایا تھا کہ یہاں اس مسجد میں ہی عبادت کرلیں یہ بھی تو خدا کا گھر ہے اور خدا سب کا سانجھا ہے۔ اسیطرح گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی بانی میں فرمایا ہے کہ مندر اور مسجد ایک ہی ہیں۔ نماز اور پوجا ایک ہی ہے جیسا کہ محترم کومل جی نے ابھی ان کا کلام آپ کو سنایا۔ وہ لوگ گمراہ ہیں یا بے بہرہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ جی مسلمانوں کے دشمن تھے۔ میں نے جب اُن کا یہ ارشاد پڑھا اور ذہن نشین کیا تو میری تسلی ہوگئی کہ گورو گوبند سنگھ جی حضرت بابا نانک دیو جی کے مشن پر پوری طرح کاربند تھے۔ ان کو ہر فرقہ دین دھرم سے پیار تھا۔

انہوں نے فرمایا۔ جاں کا گیو مٹ بھرم اُرکا، تنہہ آگے ہند و کیا ترکا۔ بھلا جس کے دل میں وہ مالکِ کائنات بس گیا وہ کسی سے بھی دشمنی کر سکتا ہے۔ میں آپ کو اس مبارک دن پر مبارک پیش کرتا ہوا دعا گو ہوں کہ دنیا میں امن وامان کا بول بالا ہو، اور تمام مذاہب کے لوگ دھرم اور مذہب کے پابند رہ کر خدا کی عبادت کریں۔"

(اخبار کرم ویر یکم جنوری ۱۹۷۲ء)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اداریہ ...... بقیہ صفحہ (۲)

اور اللہ تعالےٰ کا ذکر کریں۔ پہلے تو میں نے سینکڑوں میں کہا تھا کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و آلِ محمد پڑھا کریں۔ اب عدد کی حدود سے پھلانگ کر آگے نکل جائیں۔ اور ہر وقت یہ تسبیح وتحمید اور درود پڑھیں تاکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور اللہ تعالےٰ کی کامل قدرت کے نتیجہ میں ہمیں وہ مل جائے جس کے لینے کے ہم خواہش مند ہیں"

نیز تسبیح وتحمید اور درود شریف کے ساتھ حضور نے کثرت کے ساتھ استغفار کرنے کی بھی تحریک فرمائی ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت اِن سب اُمور کا التزام فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ سب احباب کو اس کی توفیق بخشے اور اس کے رُوحانی ثمرات سے سب کو وافر حصّہ عطا فرمائے آمین ؎

درخواست ہائے دعا

★ــــ عزیز مکرم سید شہاب احمد صاحب ابن مخزم سیّد محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی تار موصول ہوئی ہے کہ محترم سید صاحب پر دِل کا حملہ ہوا ہے۔ میں بزرگوں اور احبابِ جماعت سے محترم سید صاحب کی کامل وعاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے صحت وعافیت کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ سید صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ممبر ہیں اور سلسلہ کی قانونی خدمات محض خدمتِ دین کے جذبہ کے تحت لِلّٰہ کرتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ ایسے اوقات میں مستعدی سے خدمات سرانجام دینے کے لئے تیار رہتے ہیں ــــــ خاکسار: مرزا وسیم احمد۔

★ــــ مکرم سید محی الدین صاحب گاڑی پور مہاراشٹر سے لکھتے ہیں کہ میں سخت مالی تنگی میں مبتلا ہوں اور مبلغ ۷۰۰/- روپے کا مقروض ہوگیا ہوں۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ مجھے قرض سے نجات دے۔ امن وسکون کی زندگی نصیب کرے اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے ــــــ مینجر اخبار بدر قادیان

★ــــ مکرم رفیق احمد خان صاحب حیدرآباد سے اپنی والدہ کی صحتِ کاملہ کے لئے نیز امتحان میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ــــــ (ایڈیٹر)

★ــــ خاکسار امسال تھرڈ ایر کا امتحان دے رہا ہے امتحان ۳ر مارچ کو شروع ہونے والا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے ــ خاکسار عنایت اللہ شوپیان (کشمیر)

★ــــ مکرم شکیل احمد صاحب شکیلؔ امسال بی۔ اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ اسی طرح صوبہ کشمیر سے جماعت کے بہت سارے طالب علم مختلف درجات کے امتحانات میں شامل ہورہے ہیں۔ سب کی نمایاں کامیابی کے لئے احبابِ جماعت کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے ــ کشمیر میں موسم بہت خشک ہے۔ پچھلے چند سالوں سے برف باری نہ ہونے کی وجہ سے بعض علاقوں میں پینے کے لئے پانی نہیں مل رہا۔ اور فصلوں کو بھاری نقصان ہورہا ہے۔ برف باری کا ہونا کشمیر میں اناج اور میوہ جات ہونے کا ایک ذریعہ ہے احبابِ کرام دردِ دل سے دعا فرماویں کہ مولا کریم اپنا فضل فرمائے۔ خاکسار غلام نبی نیاز مبلغ کشمیر۔

اظہارِ تشکّر اور درخواستِ دُعا

میرے والدِ بزرگوار مکرم شیخ دوست محمد صاحب شمس (آف کلکتہ) کی وفات پر جماعتِ احمدیہ قادیان اور کلکتہ سے بہت سارے احمدی دوستوں نے ہمیں تعزیت کے خطوط لکھے تھے۔ ان خطوط سے ہمارے دلوں کو بہت تسلّی پہنچی۔ موجودہ ہنگامی حالات میں میرے بھائی رفیق احمد صاحب اور لئیق احمد صاحب تمام دوستوں کا بذریعہ ڈاک شکریہ ادا نہ کرسکے۔ اس خط کے ذریعہ سے میں اپنی طرف سے اور اپنے بھائیوں کی طرف سے تمام احمدی احباب اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ والدِ مرحوم کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کا حامی وناصر ہو آمین۔

خاکسار: شفیق احمد۔ شکاگو (یو۔ ایس۔ اے)

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیۂ نفس کرتی اور اموال کو بڑھاتی ہے

احباب کرام چندہ تحریکِ جدید کی طرف خاص توجہ فرمائیں

تحریکِ جدید کے موجودہ مالی سال کے تین ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ جملہ جماعتوں کے عہدیداران اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔ سیکرٹریانِ تحریک جدید و سیکرٹریانِ مال سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں سے وعدہ جات لکھوا کر جلد از جلد دفتر ہذا کو ارسال فرمائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے چندہ تحریک جدید کی وصولی رفتار کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

"نہ صرف چندہ کو ادا کرنا ہی ثواب کا باعث ہے بلکہ چندہ کو اس کی مقررہ میعاد کے اندر ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ کئی دوست یہ خیال کرتے ہیں کہ ابھی تو چندہ کی میعاد ختم ہونے میں کافی عرصہ ہے لہذا کچھ عرصہ بعد ادا کر دیں گے حالانکہ جو شخص جتنی جلدی چندہ ادا کرتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق بنتا ہے۔"

پس جملہ جماعتوں کے سیکرٹریانِ تحریک جدید و سیکرٹریانِ مال کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے جملہ جماعتوں کو تحریک کریں کہ وہ جلد از جلد وعدے لکھوائیں اور اتنی ہی جلدی ان کی ادائیگی فرمائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
بمفت ایں اجرِ نصرت رادہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا
کریما صدکرم کن برکسے کو ناصرِ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی شخص غریب نہیں ہو جاتا۔ اگر حوصلہ اور ہمت پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ خود ناصر اور مددگار بن جاتا ہے۔ اے بھائی! تجھے مدد کرنے کا یہ ثواب مفت میں دیا جا رہا ہے۔ ورنہ یہ تو آسمانی فیصلہ ہے جو ہر حالت میں پورا ہو کر رہے گا۔ اے بخشنہار! تو اس شخص پر ہزاروں مہربانیاں کر جو دین کی مدد کرنے والا ہے۔ اگر کبھی کوئی مصیبت آن پڑے تو اس کی بلا دور کر دے۔

وقفِ جدید کی تحریک وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ اسے پورا کیجئے۔ اس تحریک کو زندہ رکھئے۔ اور اس کی رگوں میں قربانیوں کا خون بھر دیجئے۔ تاکہ جس غرض سے یہ تحریک جاری کی گئی ہے وہ پورا ہو۔

وقفِ جدید کا نیا سال مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے شروع ہو چکا ہے تمام جماعتوں کے عہدیداران اعلانِ ہذا کو دیکھتے ہی اپنے وعدہ جات کی فہرستیں جس قدر جلد ممکن ہو اضافہ کے ساتھ مرتب کر کے دفتر ہذا کو ارسال فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مخلصوں کو بالخصوص کارکنان کو اس کی جلد توفیق عطا فرمائے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۱۳ صلح ۱۳۵۱ ہش بمطابق ۱۳ جنوری ۱۹۷۲ء میں امتحان کتاب سیرت طیبہ کا نتیجہ شائع ہوا ہے جس میں مندرجہ ذیل امیدواران کے حاصل کردہ نمبر غلط درج ہو گئے ہیں۔ ذیل میں اصل نمبرات کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(۱) عزیزہ امۃ العلیم قادیان غلط نمبر ۴۰ صحیح نمبر ۴۶ (۲) مبارک احمد صاحب قادیان غلط نمبر ۳۶ صحیح نمبر ۶۶
(۳) بشیر الدین صاحب سکندرآباد " ۶۰ " ۴۰ (۴) غلام محی الدین صاحب گلبرگہ " ۳۳ " ۳۵

دعائے نعم البدل

مورخہ ۱۳ جنوری کو مکرم عزیزم جبار الحق خان صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کیرنگ کی ایک سات سالہ لڑکی کو اچانک ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا۔ کافی علاج و معالجہ کیا گیا افسوس کہ بچی زندہ نہ رہی۔ اور اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس صدمہ کے موقعہ پر عزیزم جبار الحق صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ نے بہت ہی صبر سے کام لیا۔ بزرگانِ سلسلہ سے گزارش ہے کہ دعا کریں تا مولا کریم ان کو صبرِ جمیل کے ساتھ نعم البدل عطا کرے اور ان کی جملہ پریشانیوں کو دور کرے آمین۔ خاکسار سید فضلِ عمر کٹکی خادم سلسلہ کیرنگ۔

گیمبیا کے سپیشلسٹ سینٹر میں باقاعدہ کام شروع ہو گیا

قارئین کو یاد ہوگا کہ مغربی افریقہ میں گیمبیا کے دارالحکومت باتھرسٹ میں گزشتہ سال "نصرت جہاں آگے بڑھو" پروگرام کے تحت جو احمدیہ ہیلتھ سنٹر جاری کیا گیا تھا الحمد للہ کہ اس سینٹر نے ۶ دسمبر سے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔ سینٹر ہذا کے لئے قیمتی سامان مثلاً X-RAYS مشین۔ لیبارٹری کا سامان۔ ڈینٹل کرسی اور ڈینٹل یونٹ وغیرہ جرمنی کی ایک معروف کمپنی "SIEMENS" سے پہنچ گیا تھا۔ ایکسرے مشین کی فٹنگ پہلے ہی مکمل ہو گئی تھی۔ اب تازہ اطلاع کے مطابق ڈینٹل یونٹ وغیرہ کی فٹنگ وغیرہ بھی مکمل ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب جو گزشتہ تین سال سے گیمبیا میں پہلے احمدیہ میڈیکل سنٹر کو بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں، کو گیمبیا کے اندرونی علاقہ میں "نصرت جہاں آگے بڑھو" پروگرام کے تحت کام کرنے والے نئے ڈاکٹروں کے لئے چیف ڈاکٹر بنا دیا ہے۔

احباب دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کے لئے اس اعزاز کو مبارک کرے اور اس سپیشلسٹ سینٹر کو بہبودی و خدمت بنی نوع انسان کے سلسلہ میں نمایاں خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے آمین۔

تصحیح

بدر ۶ و ۱۳ صلح میں احمدیہ لٹریچر کے سلسلہ میں نظارت دعوۃ و تبلیغ کا ... ہوا ہے اور سہو کتابت سے پتہ غلط شائع ہو گیا ہے یہ جملہ کتب "شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ" سے مل سکتی ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(ایڈیٹر)

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کیلئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکا تو وہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 23—5222